میرزا علی اکبر دھخدا

اور جدید فارسی ادب

از: فخر عالم

فارسی ادبیات میں میرزا علی اکبر دھخدا کی شخصیت سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملا غلام حسین اور حاج شیخ نجم آبادی جیسے فضلاء کی صحبتوں، یورپ کے سفر، فرانسیسی زبان وادب کی تحصیل اور بے مثال ذاتی محنت سے علوم قدیم و جدید کے تمام گوشے ان کی نظر میں آچکے تھے۔ ان کی علمی فضیلتوں کا اعتراف علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور "علامہ اجل" کے لقب کے ساتھ ان کے تحقیقی تبحر کو ہدیہ عقیدت اور خراج حیرت، پیش کیا ہے۔ وہ محقق بھی تھے اور مترجم بھی، عالم بھی تھے اور صحافی بھی، تاریخ داں بھی تھے اور لغت نویس بھی، مزاح نگار بھی تھے اور آزادی خواہ بھی۔ گویا ان کی شخصیت ان کے اپنے ہی لغت نامہ کی طرح دائرۃ المعارف کا درجہ رکھتی ہے۔ اپنے بے نظیر علمی، تحقیقی اور ادبی کارناموں کے اعتبار سے ان کی جامع الصفات شخصیت انسانی ہمت کے دائرے کی وسعت کا احساس دلاتی ہے۔

دھخدا کی صحافتی زندگی کا آغاز اس زمانے میں ہوا جب وہ یورپ سے واپس آئے۔ ایران میں اس وقت تحریک مشروطیت زوروں پر تھی۔ علامہ دھخدا بھی اس کے سرگرم اور پرجوش حامیوں میں سے تھے۔ وطن دوستی اور آزادی خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر انہوں نے مرزا جہانگیر کی رفاقت میں روزنامہ "صور اسرافیل" جاری کیا۔ اس پرچے

نے اپنے مخصوص انداز میں آزادی کا وہ صور پھونکا کہ ایوان شاہی تھر تھرانے لگا۔ اس کا فکاہی کالم علامہ دھخدا خود لکھا کرتے تھے۔ دھخدا کی اہمیت یہ ہے کہ انہوں نے فارسی نثر کی تاریخ میں ایک ایسی چیز کی ابتدا کی جو تخلیقی ادب کی ایک خاص صنف ہے۔ دھخدا نے ہیئت اور موضوع دونوں میدانوں میں جدت آفرینی کا ثبوت دیا۔ ان کے مضامین میں اجتماعی تنقید اور اجتماعی ہجو نگاری تھی۔ اس اخبار کی مقبولیت کے پیش نظر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جدید ایرانی زندگی کے شعور کی پرورش میں دھخدا کی نگارش بھی شامل رہی ہے۔ دھخدا نے اخباروں کی عربی آمیز بھاری بھرکم زبان کو چھوڑ کر روزمرہ کی زبان کو استعمال کیا اور اپنی شوخی شگفتگی اور طنز کی چاشنی سے نثر کو عوام کے لئے دلپسند بنادیا۔ محمد علی شاہ قاچار نے جب مجلس شوریٰ ملی پر بمباری کرائی اور آزادی خواہوں کو قید و بند اور جلاء وطنی کی صعوبتیں پیش آئیں تو اس وقت دھخدا کو بھی مجبوراً وطن ترک کرنا پڑا۔ انہوں نے سوئٹزرلینڈ سے پھر صور اسرافیل جاری کیا جس کے صرف تین ہی شمارے نکل سکے۔ اس کے بعد دھخدا نے اپنے فکاہی انداز کو جاری نہیں رکھا اور یہ بھی اچھا تھا۔ مشروطیت کی تحریک کے وقت بہت جوش و خروش تھا۔ قیام مشورطیت کے بعد یہ مقصد حاصل ہوچکا تھا اور نیا شعور بھی جنم لے چکا تھا۔ اب حالات بھی ویسا فکاہی مواد پیش کرنے سے قاصر تھے اب اگر وہ اس سلسلے کو جاری رکھتے تو شاید وہ اتنا جاندار نہ ہوتا اس لئے انہوں نے اسے کلائمیکس پر چھوڑدیا۔ یہ ان کی انتہائی دانشمندی تھی۔ ان کی صحافی زندگی کی یاد گاریں روزنامہ سور اصرافیل، سروش، ایران کنونی اور آفتاب میں شائع شدہ سیاسی اور اجتماعی مقالات ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد دھخدا تہران آئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنی سیاسی سرگرمیاں بالکل ترک کردیں۔ فکاہی مضامین کی جگہ ٹھوس علمی مقالات نے لے لی۔

بیان و معانی اور مسائل صرف و نحو پر انہوں نے عالمانہ تبصرہ شروع کیا۔ یہ مقالے "مجلّہ مہر" مجلّہ "ارمغان" "دانش" "دانشکدہ ادبیات" "آموزش و پرورش" فرہنگ " تعلیم و تربیت" اور مجلّہ فرہنکستان میں شائع ہوتے رہے۔

علامہ کو فارسی کلاسیکیات پر بڑا عبور حاصل تھا۔ ہزاروں قلمی اور مطبوعہ نسخے ان کی نظر سے گزر چکے تھے وہ سامانی اور غزنوی دور کی فارسی کے بڑے عالم تھے۔ متروک اور مروج الفاظ کی نشان دہی میں انہیں بے پناہ قدرت حاصل تھی۔ املا کے اشتباہی گورکھ دھندوں کو حل کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ لغت نویسی کے میدان میں ان کا لغت نامہ ایک رفیع الشان اور لاجواب کارنامہ ہے، جس کی مکمل تدوین میں انہوں نے اپنی عمر کے آخری چالیس سال صرف کیئے۔ ایک دائرۃ المعارف قسم کا مبسوط اور جامع لغت نامہ ہے الفاظ کی تحقیق اور تدقیق عمر بھران کا شیوہ رہا۔ وہ ایک ایک لفظ کے بارے میں وثوق سے یہ بتلا سکتے تھے کہ یہ لفظ فلاں صدی میں کس نے استعمال کیا، کن معنوں میں استعمال کیا اور کون سے قلمی نسخے میں ملے گا۔

دراصل اس لغت نامہ میں محض الفاظ کے معانی اور ان کے شواہد ہی نہیں بیان کئے گئے بلکہ یہ تاریخ و تمدن کے ہر پہلو سے متعلق معلومات کا ایک نادر خزانہ ہے۔ تاریخی اسماء رجال کے سوانحی خط و خالی اپنے تمام بنیادی اعداد و شمار کے ساتھ منضبط ہیں۔

لغت نامہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ لغت "نامہ صرفی" اور نحوی مسائل اور قواعد اور جملہ بندی کے قرینے مختلف اساتذہ نے مختلف علاقوں میں وضع کیئے۔ دھخدا کے اس کارنامے کو بڑے بڑے یورپی محققین نے خراج تحسین پیش کیا۔ ہے۔ پیرس کے مدرسہ علوم عالیہ کے پروفیسر لوئی ماسینیوں نے لغت نامہ کی عظمت کا احساس دلانے کے

لئے اسے یونان کے اساطیری رستم ہرکولیس (Hercoles) سے تشبیہ دی ہے۔ مشہور مستشرق پروفیسر ہانری ماسہ نے اسے ایک اثر فنا ناپذیر مانا ہے مطبوعات اسلامی کے (Abstract Islamic) کی رائے یہ ہے کہ تحقیقی اور تنقیدی امثال و شواہد اور تاریخی اور جغرافیائی معلومات کے اعتبار سے یہ لغت جواب نہیں رکھتی۔

اس کے علاوہ حکیم ابوریحان البیرونی کے بارے میں دھخدا نے ایک جامع رسالہ لکھا ہے۔اس میں صرف اس کی زندگی کے حالات پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ مختلف علوم میں اس کے بلند مقام پر تبصرہ بھی کیا ہے۔اسکے علاوہ البیرونی اور ابن سینا کے باہمی سوالات وجوابات بھی بعض قدیم عربی نسخوں سے ترجمہ کردے گئے ہیں جو تاحال عام لوگوں کی دسترس سے باہر تھے اور ساتھ ہی البیرونی کی شہرہ آفاق "کتاب ماللھند پر بھی بحث کی گئی ہے اور یورپ میں اس کتاب کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ان تالیفات کے ساتھ ساتھ دھخدا نے نظم ونثر کے متون کی تصحیح اور تنقیح بھی شروع کی اور عربی فارسی ادب کی بے پایاں خدمت انجام دی۔دھخدا نے اساتذہ کے بہت سے دواوین کی تصحیح کی اور حواشی لکھے۔ حکیم ناصر خسرو کے دیوان میں اشعار کی تصحیح کے ساتھ ساتھ بہت سے مفید نکات کے ساتھ ایک دلکش مقدمہ لکھا دھخدا کو فرانسیسی زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔وہ فرانسیسی زبان اور ادب کے معتبر عالم تھے۔جوانی کے زمانے میں انہوں نے مانشکیو کی دو مشہور کتابوں کے ترجمے فارسی میں کیے۔ایک کا نام عظمت وانحطاط رومیان ہے اور دوسری کا نام روح القوانین ہے۔اس کے علاوہ فرانسیسی سے فارسی ایک فرہنگ مرتب کی جس میں فارسی اور عربی کی بلند پایہ بنیادی کتابوں سے اصطلاحات تلاش کر کے فرانسیسی علمی اصطلاحات کے مقابل لکھیں۔شاعر کے لوازمات میں سب سے اہم چیز فرصت ہے۔

شعر کی قوس قزح میں شوخ تخیلی رنگ بھرنے کے لئے ضروری ہے کہ :بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے" علامہ دھخدا نہایت ہی عدیم الفرصت انسان تھے۔ انہوں نے سیاسی بکھیڑوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے بعد اپنی زندگی تحقیق علمی کے لئے وقف کر دی۔ فن شاعری میں جو ملکہ انہیں حاصل تھا، اس میں کسے کلام ہو سکتا ہے بلاشبہ وہ ایک زود گو شاعر تھے دھخدا کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت ہے۔ فارسی زبان وادب کی ساری تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو یہی کہنا پڑے گا کہ وہ اپنی مثال آپ تھے۔

☆☆☆☆

فصلنامہ راہ اسلام کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے لہٰذا شعراء و محققین حضرات سے استدعا ہے کہ وہ درج ذیل پتہ پر اپنا کلام یا تحقیقی مقالہ ارسال فرمائیں نیز فصلنامہ کو مزید مفید و کار آمد بنانے کے لئے قارئین کرام اپنے مشوروں سے بھی نوازیں تاکہ اس رسالہ کی افادیت میں اضافہ ہو سکے۔

ایڈیٹر فصلنامہ راہ اسلام۔۱۸ا۔ تلک مارگ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۱